یہ اخبار ہدایت آثار ہر جمعہ کے دن دفتر مطبع اہلحدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہے

R.G.L. No. 352

THE AHL-I-HADIS, AMRITSAR.

اہل حدیث

امرتسر ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۳ہجری مطابق ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء یوم جمعہ مبارک

اغراض اخبار ھذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ

والیان ریاست

روساء و جاگیرداروں سے

عام خریداروں سے

چھ ماہ کیلئے

ممالک غیر سے

قیمت ہر حال پیشگی آنی چاہئے۔ نمونہ یہی پرچہ ہے۔ بیرنگ ڈاک واپس۔ نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی۔ اجرت اشتہارات کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر بنام مالک مطبع ہونی چاہئے۔ ہر خریدار کو نمبر خریداری لکھنا چاہئے۔

کرشن قادیانی امرتسر میں

وہ آئیں گھر پہ ہمارے خدا کی ہے قدرت
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

کرشن جی مہاراج حرم محترم کو دہلی کی سیر کرانے لے گئے تھے۔ واپسی کے وقت حسب دعوت احباب امرتسر میں اترے۔ پہلے تو یہی معلوم تھا کہ شاید صرف درشن ہی درشن کرانا منظور ہے۔ چنانچہ گذشتہ نمبر اہلحدیث میں لکھا گیا تھا: وہ غلہ پرائیویٹ ہے۔ تبلیغ کچھ نہیں۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ بقول شخصے کہ

اذا رحیث کنت من الظلام ضیاء

تا۔ مہدی۔ کرشن اور خاموشی؟ این چہ معنی۔ چنانچہ آپ نے اشتہار

ذلوایا کہ ۹ نومبر کو ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک بابو گنپیالعل صاحب کے تھیٹر ہال میں حضور اینجانب کا اور ۳ بجے بعد دوپہر حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب کا لیکچر ہوگا مقرر کیا تھا۔ مخلوق ہے کہ جوق جوق بلا پوچھے ہی چلے جا رہے ہیں۔ بعض بلکہ بہت کم تو لیکچر کا مضمون سننے کو جا رہے ہیں۔ مگر اکثر صرف مہاراج کے درشن کو پراپت ہونے کے لئے اچھلتے کودتے چلانگیں مارتے ہوئے تھیٹر ہال میں پہونچے۔ مگر وہاں مشکل یہ ہوئی کہ ایک تو اندر جگہ کم اور لوگ بہت گویا ؎

جائے تنگ است و مرداں بسیار — وقنا ربنا عذاب النار

کا پورا نقشہ نظر آ رہا تھا۔ ادھر ہال مذکور سے باہر مسلمان واعظ کھڑے ہیں۔ کہ یہ شخص ایسا ہے ویسا ہے۔ جو اس کو ایسا نہ جانے وہ ویسا ہے۔ عوام بیچارے اس کشمکش میں حیران کہ الہٰی ماجرا کیا ہے ؎

دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را — بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

لیکن جہاں تک ہو سکا حاضرین نے اپنا مدعا پورا کیا۔ یعنی کرشن جی کے درشن اچھی طرح کر لئے۔ کیونکہ مہاراج خود بدولت کھڑے ہو کر لیکچر دیتے تھے۔ مگر آخر کار یہ وقت پیش آئی کہ عاشقان زار جب دیدار پر انوار سے مستفیض ہوئے تو پھر ان سے صبر و شکیب محال۔ وہ تو یہی چاہیں۔ کہ جس طرح ہو سکے مہاراج کے چرنوں پر گر پڑیں۔ وہ شور اٹھا۔ کہ کوئی کسی کی نہ سنتا۔ راویان کا بیان ہے کہ شروع ہی سے حاضرین اپنے جذبہ شوق میں خاموش نہ بیٹھ سکتے تھے۔ مگر کرشن جی نے جب اثنائے تقریر میں بدست خاص چاہ کی پیالی اٹھا کر پی لی۔ پھر تو حضار کو کوئی چیز نہ روک سکی۔ نہ پولیس کا خوف۔ نہ کسی رئیس کی آؤ بھگت۔ ادھر سے آواز آ رہی ہے۔ کہ رمضان شریف میں سور کھایا۔ دوسرا کہہ رہا ہے شراب پی ہے۔ تیسری آواز آ رہی ہے۔ کہ روزے دارو! روزے چھوڑ دو۔ چوتھا کچھ۔ پانچواں کچھ۔ یہاں تک کہ کرشن جی کے حق میں اس پیالی نے وہی اثر کیا جو امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں زہر کی پیالی نے کیا تھا۔ یعنی ایسے خاموش ہوئے کہ تھیٹر کے پردوں میں راجہ اندر کی طرح جا چھپے۔ گو یہ مسئلہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ مسافر کو روزہ رکھنا ضروری نہیں۔ تاہم عوام کا یہ شور و شغب کرنا ضرور کوئی راز الہٰی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا ہی کو [illegible] جی کی ایسی گت کرانی منظور تھی۔ بہرحال افسوس ہے کہ [illegible] نے سے پبلک محروم رہی۔ جس کے سننے کا ہمیں تو نہیں مگر کئی ایک امرتسری باشندوں کو شوق تھا۔ ہمیں کیوں نہیں۔ اسلئے کہ ہم نے اپنے احباب سے سورہ یوسف کے اختصار کی طرح لیکچر کا مضمون پہلے ہی بتا دیا تھا۔

کسی عدیم الفرصت نے ایک مولوی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میں نوکری پہ جانے کو پا برکاب ہوں۔ مگر سورہ یوسف کا مطلب سننا چاہتا ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ۱۲ رکوع کی سورت ایسے تنگ وقت میں کیونکر آپ کو با ترجمہ سنا سکتا ہوں۔ آخر شخص مذکور کے تنگ کرنے پر مولوی صاحب نے سورہ یوسف کا اختصار کیا۔ کہ "پیرے بود۔ پسرے داشت۔ گم کرد۔ باز یافت" یعنی ایک ضعیف العمر بڈھا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ وہ گم ہو گیا۔ پھر مل گیا۔ ٹھیک اسی طرح مہاراج کے لیکچر کا مضمون بلکہ کل تصنیفات کو اگر ہم چاہیں۔ تو اپنے کرشن پنتھی سجنوں کے لئے دریا کو کوزہ میں بھر دیں۔ غور سے سنئے!۔

"مسیح اسرائیلی مر گیا۔ ہندوستان میں طاعون آگیا۔ میرے مرید اتنے ہو گئے۔ لہٰذا میں مسیح اور کرشن ہوں"

[illegible] شخصے زمین گول ہے کیوں کہ چاول سفید ہیں۔ چنانچہ انہیں تینوں مقدمات کو مہاراج نے بیان کرنا شروع کیا تھا۔ کہ واقعات مذکورہ بالا پیش آئے اور مجمع منتشر ہو گیا۔ مہاراج راجہ اندر کی طرح تھیٹر کے پردے میں ہو گئے۔ تو لوگوں نے بے صبری میں تھیٹر کے دروازوں کو گھیر لیا مہاراج کے چیلوں نے مہاراج کو اندر روک رکھا۔ اگر نکلنا چاہتے ہیں تو سیوا میں نویدن کرتے ہیں ؎

سودائے عشق گھر سے کہاں [illegible] باہر تو تجھے — لڑکے پھرے ہیں پتھروں سے دامن بھرے ہوئے

آخر مہاراج [illegible] مقرر کیا تھا۔ مشتاقان زیارت لپکے ہر ایک نے حسب طاقت رنج و آزار کی تعمیل کی پولیس کے سپاہیوں کو بھی دو چار رسید ہوئیں۔ راویان حال کا بیان ہے کہ کسی ظالم نے حضرت کے سر مبارک پر بھی ایک پرانا جوتا رسید کر ہی دیا۔ گاڑی کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں کوچوان سر اوندھا ڈالے ہوئے گاڑی لیکر وہ بھاگا۔ وہ بھاگا۔ عوام بھی پیچھے پیچھے یہ شعر پڑھتے ہوئے بھاگے جاتے ہیں کہ ؎

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے — سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہو گیا نبوت کا — پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

ahmadimuslim.de

گو ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ مسلمان قوم کو ہمیشہ تکالیف ہی پہنچا کرتی ہیں پہلے زمانے کو
قصّوں کو جانے دیجئے اسی زمانے کے پیغمبر مرزا صاحب ہی کے بعض حوامی دیانتدار ترقی
سے کیا کیا نہیں ہوتی رہی۔ مگر آپ کے ایسا ہونا خاص تعجب کی بات ہے۔ کیوں؟
اسلئے کہ آپکا ایک الہام جبرئیل علی (عام قاعدہ) کو یہ ہے کہ اِنِّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ
یعنے اللہ فرماتا ہے اے مرزا جو تیری ہتک کریگا تو کجا جو تیری ہتک کرنیکا ارادہ بھی
کریگا۔ میں اسکو بھی ذلیل کرونگا۔ یہ بھی الہام ہے کہ جو تیرے مقابل آئیگا مغلوب ہوگا
یہ بھی الہام ہے۔ جو تیرا منہ وہ گویا خدا کا منہ ہے۔ یہ بھی الہام ہے۔ جو تو
کہیگا میں تیری سنونگا۔ وغیرہ وغیرہ تو پھر ایسے الہامات کے ہوتے ہوئے بھی
یہ ذلت کہ ان الہامات کی تکذیب تو ضرور ہو۔ مگر کہیں کہ ہمیشہ ہر نبی کو فتح و
نصرت کے الہامات ہوتے رہے۔ مگر شروع شروع میں تکالیف کا سامنا رہا۔ مگر آخرکار
جواب ہو کہ آپ ان الہامات کو کئی ایک دفعہ زمانہ حال سے لگا چکے ہیں کہ فلاں مخالف کو [illegible]
ہوگیا۔ بس یہی وہ الہام ہے جو پورا ہوگیا۔ فلاں مخالف کو عدالت میں کرسی نہیں ملی۔ لیس الہام
سچا ہوگیا۔ پھر کیونکر ہم مان سکتے ہیں کہ ان الہامات کا وقت آئندہ زمانہ ہے اس
ہماری راہ میں کوئی توجیہ اس الہام (انی مہین والے) کی ذہن میں آتی ہے جو
بالکل سہل و قابل تسلیم ہے۔ وہ یہ ہے کہ مہین کی جگہ معین ہے بعض [illegible]
اور مطلب بالکل صاف ہے اصل میں مرزا صاحب کو غلطی ہوئی جو الہام یوں تھا۔
اِنِّی مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ (جو تیری اہانت کریگا۔ خدا اسکا مددگار ہوگا۔
جو واقع کے بھی بالکل مطابق ہے جسکے لئے کسی قسم کے تکلف کی حاجت نہیں۔
خیر یہ واقع جو ہوا سو ہوا مگر بڑی بات یہ ہوئی کہ تیسرے پہر کو پنڈت نورالدین صاحب
کا لیکچر تھا۔ اور ادھر انجمن نصرت السنہ نے جلسہ کیا [illegible] اور ادھر پولیس کو
صبح کے جلسہ سے سبق مل چکا تھا اسلئے اس نے بحکم صاحب ڈپٹی
کمشنر دونوں جلسے بند کر دئیے کہ مبادا کہ فرض جی یا اُن کے کسی چیلے کا بھیس مر ا رنیا!
جائے۔

اس کے بعد ایک حیران بخش بات یہ واقع ہوئی کہ علماء کرام امرتسر نے ایک اشتہار
دیا جو یہ ہے۔

علمائے اسلام

اور

مرزا صاحب قادیانی

چونکہ آجکل مرزا صاحب نے امرتسر میں آکر زہر چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے اسلئے
علماء کرام جنکے دستخط ذیل میں درج ہیں۔ آپ سے آپکی نبوت و مسیحائی کا فیصلہ کرنا
چاہتے ہیں۔ بس اگر آپ سچے ہیں۔ تو میدان میں آئیں اور اپنا ثبوت علمی یا
معانی جو کچھ بھی آپ رکھتے ہیں۔ پیش کریں۔ آپکا ایسا نہ کرنا [illegible] پہلو تہی
آپ کے کذب کی کافی دلیل ہوگی۔ المشتہر حکیم محمد الدین سکرٹری انجمن نصرت السنہ
امرتسر ۹ نومبر ۱۹۰۵ء

دستخط علمائے کرام

ابو عبیدہ احمد اللہ امرتسری۔ عبد الجبار غزنوی۔ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری۔
ابوالحسن غلام مصطفےٰ امرتسری۔ حکیم ابو تراب محمد عبد الحق۔ سید حبیب علی شاہ
سنبھلی خلیفہ عبد الرحمن۔ نور احمد عفی اللہ عنہ۔ ابو یوسف عبد العبار امرتسری [illegible]
سلام الدین امرتسری۔

اس اشتہار کے علاوہ جناب مولوی سید حبیب علی شاہ صاحب مدرس اسلامیہ سکول
شاخ دینیات نے ایک خط حضرت کی خدمت میں لکھا۔ جو درج ذیل ہے۔

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

میں مدت سے چاہتا تھا۔ آپ سے وفات مسیح علیہ السلام کے بارے میں گفتگو
کروں خوش قسمتی سے آپ امرتسر میں تشریف لے آئے ہیں اور خاکسار بھی
یہیں سے موجود ہے اور اچھا موقعہ ہے کہ ایک عام جلسہ میں تصفیہ ہو جاوے
اور روز مرہ کا باہمی تنازع تو رفع ہو جاوے۔ غالباً اس قسم کا تصفیہ آج تک
نہ ہوا ہوگا۔
جن آیات اور احادیث سے آپ مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہیں
آپ انکی عبارات مقدسہ سے جو آپ کا ترجمہ ہے وہی تسلیم کرکے مسیح علیہ السلام
کی وفات کا رد کرکے ہم حیات ثابت کر دینگے۔ اور بطریق فلسفہ یہ بھی ثابت
کیا جاویگا۔ کہ خدا ایک بشر کو جسکو چاہے جسقدر چاہے زندہ رکھ سکتا ہے
یا نہیں۔ فلسفہ کے جس پہلو کو آپ پسند کریں منظور ہے۔ مکرر
التماس ہے کہ بغیر بحث کے آپکا امرتسر سے تشریف لیجانا اچھا
نہیں۔ ورنہ گریز تصور ہوگا۔ اور خاص و عام کی آگاہی کیلئے ہمیں مجبوراً
اسکا اشتہار دینا پڑیگا۔ خلق خدا میں تفرقہ اندازی ٹھیک نہیں ہے
کیا علاج ہے کہ خاندان رسالت (کاذبہ) مع اپنے باڈی گارڈ اور
اڈی کانگ کے اسی شب کو بحراست پولیس تشریف لے گئے۔ آپکے جانے کے بعد لوگوں نے

کیا خیال کیا۔ اظہار کی حاجت نہیں۔ مگر ہاں ہم اُن لوگوں سے متفق نہیں ہو سکتے۔ جو آپ کے چلے جانے کے بعد کہتے پھرتے ہیں کہ

سُنے اردو نظم ہو کے بھاگ گیا ۔ ایک ہی چوٹ کھا کے بھاگ گیا

ہاں یاد آیا۔ کہ جن دنوں خاندان غزنویہ کی کوشش سے میری عربی تفسیر کی چالیس غلطیاں شائع ہوئی تھیں۔ تو قادیانی اخبار الحکم نے لکھا تھا۔ کہ مشہور ہیں جھوٹا ہو جانے کا الہام حضرت جی کو پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ جسکی سچائی کی ابتدا امرتسر سے ہوئی ہے۔ مگر افسوس کہ علمائے امرتسر کے مشترکہ اشتہار مذکور نے ثابت کر دیا۔ کہ گو علماء آپس میں کسی وجہ خاص سے سر بجنگ کریں مگر جناب کے حق میں سب متفق ہیں ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اُنہی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

نصیحت نامہ نمبر ۲

(از مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی)

میرے عزیز روحانی فرزند مولوی ابو الوفا جعل اللہ شیمتہ الوفا وقاہ الریا والسمعۃ تحیتہ سنت سنیہ و دعیہ قلبیہ رضیہ کے بعد واضح ہو کہ آنعزیز کا ریویو اشاعۃ السنہ بنیے سچی اور دلی (نہ لفظی و زبانی) مسرت سے پڑھا۔ شکر ہے اس عزیز نے مہر سکوت سالانہ کو توڑا۔ اور میرے مضامین ناصحانہ کو (جو قبل اشاعت عام جلد بستم اشاعۃ السنہ قلمی و مطبوعہ آنعزیز کے پاس بھیجے گئے۔ اور عدم توجہ اور جواب کے محل نہ ہوئے۔ اور بعض بلا مطالعہ واپس کر دئیے گئے) آپنے دیکھا اور ان پر ریویو لکھنا شروع کیا ہے

شکر للہ کہ نمرد آں چیز کہ خاطر میخواست ٭ آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اس سے امید کیجا سکتی ہے کہ اگر اسی طرح آپ کا دیکھنا بولنا جاری رہا۔ تو بہت جلد یہ نہفتہ حق کھل جائیگا۔ کہ اہلحدیث کون شخص ہو سکتا ہے۔ اور آنعزیز کون ہیں اہلحدیث یا کچھ اور۔ میں آپ کے ریویو پر بعنوان دیگر نصیحت نصیحت چند نمبروں میں دو جہتوں سے (یہ نصیحت نامہ دوسرا نمبر ہے) کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری اس نصیحت کو مان لیں۔ کہ ان نمبروں کو اپنی اخبار اہل حدیث میں شائع کیا کریں جسمیں سب کا آپکا اور میرا اور پبلک اہلحدیث ناظرین کا فائدہ ہے کہ میری نصیحت جلد ٹھکانے لگی۔ کیونکہ آپ کا اخبار ہفتہ وار ہے اور میرا رسالہ ماہوار پڑ سکتے۔ تو ماہوار۔ ورنہ (خدانخواستہ باشد) سہ ماہی و ششماہی یا سالانہ۔ لہذا رسالہ ہذا میں ان نمبروں کا شائع ہونا وہ اثر نہ پیدا کریگا۔ جو اخبار میں شائع ہونا۔

آپ کا اس میں یہ فائدہ ہے۔ کہ آپکو بلا مشقت پکی پکائی کھیر (اخبار کیلئے مضامین) مل جاوینگے اور ساتھ کا ساتھ اسمیں نون یا کھانڈ ملانے (جواب مضامین پر آیا پہلا میٹھی) کا موقعہ ہاتھ آویگا۔

پبلک ناظرین کا یہ فائدہ ہے کہ انکو ریویو اور ریویو پر ریویو میں موازنہ و محاکمہ کرنے کیلئے ایک ہفتہ سے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑیگا۔ اور اس انتظار سے ان کی خاطر میں انتشار پیدا ہوگا۔ آپکو یہ طریق نصیحت پسند ہے تو میرے اس خط کو معہ اجابت اپنی اخبار میں شائع کر دیں۔ اور اس سے کوئی مخفی مصلحت یا عملی حکمت مانع ہو۔ تو بذریعہ خط ہی اجابت کریں تا کہ نمبر سوم نصیحت نامہ خاکسار روانہ کرے۔

میری دلی خواہش و تمنا ہے۔ کہ آپ جیسے اہلحدیث کہتے ویسے ہی بنیں ہیں اور جماعت اہلحدیث سے خارج نہ ہوں (واللہ علی ذلک شھید وکفی باللہ شھیدا) اور یہی عرصہ زائد از یکسال سے میری کوشش ہو (جو میرے مضامین نصیحت نامہ ابو الوفا کی ابوفائی و اپیل فیصلہ آرہ کے مطالعہ سے پبلک پر آفتاب کی طرح ظاہر ہو سکتی ہے) اسی معجب بنفسہ و برایہ (خود پسند و خود رائی) کو یہ حرص ہوگی۔ کہ جو کچھ بھلا برا اسکے دل میں خیال گذرے یا اسکی قلم و زبان سے نکل جائے۔ وہی صحیح تسلیم کیا جائے۔ اور وہ مصیب الرائے و معصوم از خطا مسلم ہو۔ میں تو اسکو کفر جانتا ہوں اور ایسے خیال والے کو عبد النفس سمجھتا ہوں۔ اور خاصکر آپ کی نسبت جو میری عربی تفسیر اور رسائل اردو اور آیات متشابہات اور الکلام المبین کے فصول ثلاثہ دیکھکر اور آپ سے بالمشافہ تحریری گفتگو کرکے خیال پیدا ہو گیا ہے کہ آپ اہلحدیث نہیں۔ بلکہ کچھ اور [illegible] خیال کے غلط ہو جانے کو میں صحیح ہو جانے کی نسبت بہتر و مفید جانتا ہوں۔ اور دل سے آرزو اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ کوئی خدا کا بندہ ایسا پیدا ہو۔ کہ میرے اس خیال کو دلائل سے غلط کر دکھائے اور اس خیال کے ضرر سے مجھکو اور آپکو اور تمام مسلمانوں کو خصوصاً اہلحدیث کو

مژدہ ازغیب برول آید و کارے بکند

بعض [illegible]

اس دلی تمنا پر بھی پہلے تو میں خدا تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں (و کفی باللہ شھیدا) پھر ایک دلیل پیش کرتا ہوں جس سے سامعین کو یقین بھی ہو گا۔ کہ میں اس دعوی میں سچا ہوں۔ نہ متکلف وہ دلیل یہ ہے کہ آپ جیسے نوجوان

[illegible] تب سے انکار کیا تھا (ایڈیٹر)

کارخانہ عطر فرحت افزا

اگر آپکو عمدہ عطر و پھلیل کی ضرورت ہو تو لکھنؤ کے مشہور قدیم کارخانہ نسیم سے منگوا لیجئے۔

مختصر فہرست

نام عطر	قیمت فی تولہ	
گلاب	۱ روپے سے ...	
کیوڑہ	۲ روپے ۵	
موتیا	۲ روپے ۸	
حنا	۲ روپے ۸	
چنبیلی	۲	

مفصل فہرست منگوائیے

المشتہر منیجر کارخانہ نسیم۔ لکھنؤ

صاحب سیف قلم وگفتار کو جماعت اہلحدیث میں داخل رہنے میں (بشرطیکہ پابندی
اصول مذہب اہلحدیث ہو) مقابلہ اہل بدعت کے لئے اہلحدیث کو اور مقابلہ آریہ وغیرہ
اہل مذاہب غیر کیلئے عام اہل اسلام کو فائدہ ہے اور خارج کرنے میں نقصان۔ اس عام
نفع ونقصان کے علاوہ خاص میری ذات کے لئے یہ نفع ونقصان ہے۔ کہ
بصورت اخراج مجھے آپکے مقابلہ کیلئے بہت کچھ اشاعۃ السنہ میں کرنا پڑیگا۔
اور یہ مقابلہ مجھے اور میرے رسالہ کو (جو بقول میرے دوست مولوی کرم الدین صاحب
ایڈیٹر اخبار سراج الاخبار آگے ہی فرلو رخصتوں میں رہتا ہے) ملحدین ومخالفین
اصول اسلام کے مقابلہ سے روک لیگا۔ لہذا مجھے اس عزیز (اپنے روحانی فرزند)
کو جدا کرنے سے (جو مجبوراً اوسکی تصانیف کرا رہی ہیں) اسقدر رنج ہوگا۔
کہ اسقدر رنج مجھے اپنے صلبی فرزندوں کی جدائی سے (جو ان کی بدعملی کرا رہی ہے
اور اسکی تفصیل میرے مضمون وصیت اور نصیحت مندرجہ جلد ۲۲ اشاعۃ السنہ
ہوئی ہے) نہ ہوگا۔ پس آپ حسبۃً للہ ولنصحاً لدین اللہ وارشاداً
لخلق اللہ میری اس تجویز کو مان لیں۔ اور اسی نصیحت نمبر ۲ کو درج اخبار کر کر
مجھے آپکو اہلحدیث بتانیکا جلد موقعہ دیں۔ فیصلہ آرہ نے جسپر آپکو اپنے اہلحدیث
ہونے کے ثبوت میں ناز ہے۔ آپکو محققین اہلحدیث کی نظر میں اہلحدیث نہیں بنایا۔
اور اس فیصلہ میں اصل اصول مذہب اہلحدیث کو چھوا تک نہیں۔ صرف اسکی جزئیات
مسائل میں محاکمہ کیا ہے۔ اس امر کی تفصیل با دلیل خاکسار نے اس فیصلہ کے اپیل
میں چالیس صفحہ میں کی ہے۔ جو فاضل منصفوں کی خدمت میں بغرض نظر ثانی پیش
کی گئی ہے۔ وہ اپیل ہنوز ما حضر میں پھر رہی ہے۔ اور فریق (متبوع منصفوں)
کے کامل اجلاس میں ابتک پیش نہیں ہوئی۔ اس اپیل کے … دو منصفوں
(جناب مولوی حافظ عبد اللہ صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ احمدیہ آرہ وجناب مولوی
شمس الحق صاحب رئیس پٹنہ نے فرداً فرداً رائے ظاہر کر دی ہے جس سے
دلائل اپیل کے … صحیح وسلم ہو چکی ہے۔ انکو اگر کچھ شک وتامل ہے
تو ایجاب صغری … ۔ جو آپکا اصل رسالہ آیات متشابہات (جسکی طلبی عمل
میں آ چکی ہے) … اپیل سے اصل رسالہ طلب ہوتی ہوئی دیکھکر رفع
ہو جاوے گا۔)

اور در صورت عدم ثبوت ایجاب صغری خاکسار بڑی خوشی سے اپنی اپیل
واعتراض کو واپس لے لیگا۔ مگر ان حضرات ثلثہ کا اتفاقی فیصلہ ہنوز ظاہر
نہیں ہوا۔ … ہی اوسکے ظاہر ہونے کی جلد امید ہے۔ کیونکہ تیسرے منصف
شاہ عین الحق صاحب بہاری مبارک سفر حج میں ہیں۔ پس اگر آپ کا اخبار اہلحدیث
واقعی اسم بامسمی ہے۔ تو وہ اس فیصلہ کو اپنے ہاتھ میں لے۔ جسکی آسان اور کوتاہ
راہ یہی صورت ہے۔ کہ وہ آپ کی نسبت میرے خیالات کو خود شائع ومشتہر کریں
اور اونہیں جو اوسکو عذر ہو یا خلاف ہو۔ وہ اوسکو بھی شائع کر دیں۔ اہلحدیث
کے اہل علم وصاحب تحقیق خود ان خیالات کا انگریزی میں (امتحان) اور انصاف
کر لینگے۔ اور غالباً اس نزاع کا انفصال بہت جلد دو تین نمبروں میں ہو جائیگا۔ اس
صورت سے اصل دلائل کو اپیل فیصلہ آرہ بھی اسی اخبار میں درج ہو جائنگے۔ اور
حضرات منصفین کی نظر ثانی کی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ اور اس تجویز سے خاکسار
ہیچکارہ کی حضرات منصفین سے (اگر انہوں نے بے انصافی کی) شکایت
کی نوبت نہ آئیگی۔ یہ نصیحت بہت سی برکات اور مصالح خیر کی مثمر ہے۔ پس آپ
اس شصت سالہ بوڑھے باپ کی نصیحت کو مان ہی لیں اور اس میں کچھ چون
وچرا نہ کریں اور اس بیت کو عمل میں لے آویں ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

(راقم تمہارا مربی پرانا ناصح ابوسعید محمد حسین)

خاکسار نے … مضامین تو کئی ایک وجہ سے درج نہیں ہو سکتے۔ ایک تو حضرت
مولانا ابو عبیدہ احمد اللہ صاحب امرتسری ہی مانع ہیں۔ دوم اہلحدیث کے اکثر
بلکہ قریب کل ناظرین اس باہمی نزاع کو نا پسند کرتے ہیں۔ سوم یہ ممکن نہیں کہ آپکی
نظیر آج کل کہیں ملتی ہے کہ دو اہل قلم نے آپس میں فیصلہ کر لیا ہو۔ اسلئے
میں آپکی پیش کردہ تجویز کو منظور کرتا ہوں۔ جو اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ ص ۱۶۹ پر آپنے
لکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔
"مولوی کرم الدین صاحب ہی کو تم منصف مان لو۔ یا اپنے رسالہ الکلام المبین

کے منصفوں کا اس میں کیا قصور ہے جبکہ اربعین کے مصنفوں نے
(جنمیں آپ بھی ایک اعلیٰ رکن ہیں) اخیر جزئیات ہی پر بحث کی ہو منصفوں کو
(جنکو بسبب اربعین وکلام المبین ہی میں محاکمہ کرنا کہا گیا تھا۔ آنہوں نے
کبھی تو او… جزئیات کے جوابات لکھنے تھے آپ ہی نے حضرت
غزنویہ کو … اصل بحث کو چھوڑ کر کلیات پیش کرو۔ اگر وہ
آپکی نہ مانے۔ تو آپ اربعین پر دستخط نہ کرتے اچھا اگر پہلے نہیں تو
اب ہی سہی۔ صبح کا بھولا شام کو واپس آئے۔ تو وہ بھولا نہیں ہے۔ (ایڈیٹر)

ahmadimuslim.de

مصدقین محدثین بنگال وتربیت ورد ہیکہ ہند و پنجاب میں سے کسی محدث کو منصف
تسلیم کرلو۔ پھر اگر میری تحریری یا تقریری بیان و دلائل کو مسلّم منصف نے
مان لیا۔ کہ جو کچھ میں نے اس تحریر میں کہا ہے وہ لائق تلقی بالقبول ہے
تو تمنے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس لے لینا۔ ورنہ میں تمہارا الزام مان لونگا۔
اور اُستاذ ہوکر شاگردی کا اقبال کرونگا۔"

پس آپ میرے اخراج کا مضمون مدلل لکھکر قلمی میرے پاس بھیجدیں میں اوسکا
جواب لکھکر آپ ہی کے پیش کردہ منصفوں میں سے کسی ایک صاحب سے فیصلہ کراکر
وہی فیصلہ بذریعہ اہلحدیث اور اشاعۃ السنۃ شایع کیا جاویگا۔ اور آئندہ کو تقلیل
آپکے سے

تو من شدی من تو شدم تو تن شدی من جان شدم
تا کس نگوید بعد ازاں تو دیگری من دیگرم

اور اگر آپ اس تجویز کو بھی منظور نفرما دیں۔ جو آپ ہی کی پیش کردہ ہے جسکی
نامنظوری کی کوئی وجہ نہیں۔ تو پھر پبلک خود ہی جان لیگی کہ

بیخودی بے سبب نہیں غالب۔ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

پس اس صورت میں براہ کرم مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیں۔ میں جو کچھ ہوں میرا
معاملہ خدا سے ہے جسنے مجھے یہ اعزاز دیا ہے ۔

نہ کریں میرے لئے حضرت ناصح تکلیف
خود طبیعت دل بیتاب کو سمجھا لیگی

آخیر میں میں آپ کی بزرگانہ عزت افزائی کا شکرگزار ہوں جو خاکسار کی نسبت قومی
خدمات کا آنجناب نے اعتراف کیا ہے

روحانی فرزند کے معنے میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ آپ ہر ایک تحریر میں یہ
لفظ کیوں لکھتے ہیں اور اسکا مطلب کیا ہے؟ شاید آپ کی مراد وہی ہے
جو آپنے اپنے نصیحت نامہ میں لکھا ہے کہ تم (خاکسار) جناب حافظ عبد المنان
صاحب محدث وزیرآبادی کے شاگرد ہو۔ اور حافظ صاحب میرے شاگرد ہیں۔
اسوجہ سے تم (خاکسار) میرے پوتے ہو مگر افسوس ہے اس توجیہ میں آپ سے
متفق نہیں ہو سکتا۔ آپ کو یاد ہوگا۔ ایکدفعہ اسکا بزبانی بھی عرض کیا تھا
مگر چونکہ آپ ہمیشہ اس لفظ کو ... لکھتے ... کوئی اہل علم پسند
نہ کریگا۔ اسلئے بمجبوری جواب معروض ہے ... قول ... کہ علت
بعیدہ کا اثر معلول تک نہیں پہنچتا۔ (قطبی ملاحظہ ہو)

علاوہ اسکے آپ سے جناب حافظ صاحب ممدوح نے (بقول حافظ صاحب)
بیضاوی کا ربع پارہ پڑھا تھا۔ جو خاکسار نے اُن سے نہیں پڑھا۔ پس جس فن
میں وہ آپ سے مستفیض ہیں اُس فن میں وہ میرے اُستاد نہیں۔ پس آپ کی
مثال یہ ہوئی۔ کہ کسی شخص نے آپ سے بخاری پڑھی اور اُس سے کسی نے
سینا سیکھا۔ تو آپ کا اُس سے کیا تعلق؟ ہاں میں خدا کو شاہد کرکے کہتا ہوں
کہ میں آپکو اپنا بزرگ جانتا ہوں۔ لیکن نہ اسوجہ سے جو آپ بار بار مفاخرت سے
فرمایا کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کے علم و فضل اور عمر کی وجہ سے میں بحکم نبوی من
لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منا (جو بڑوں کی تعظیم نہ
کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ مسلمانوں سے نہیں) آپکی تعظیم کرتا ہوں۔
ہاں آپ کو اختیار ہے۔ کہ آپ حدیث مرقوم کے دوسرے جملہ پر عمل کریں
یا نہ کریں۔ آپ کا خادم ابو الوفاء

مدرسہ احمدیہ آرہ کی بدنظمی

(یکے از طالبعلمان مدرسہ)

فاضل اڈیٹر! السلام علیکم۔ چونکہ آپ لوگ (اڈیٹران) مسلمان قوم میں سے
ہیں اس لئے اسوقت ایک مضمون (جو در اصل ایک سچے واقعہ کی مختصر کیفیت اور
دلی حسرت کا نمونہ ہے اور جس میں بخدا راست بازی اور صداقت سے کام لیا گیا ہے)
آپکی خدمت میں ارسال کرتا ہوں آپ اسے اپنے اخبار گوہربار میں ضرور شائع فرماکر
مجھے مشکور فرماویں گے۔ اور اُسکے بعد آپ مع جملہ ناظرین با تمکین زیادتیوں پر
انصاف فرماکر اُن بیہودگیوں کی (جو واقعہ مذکورہ ذیل میں ہیں) اصلاح فرماوینگے۔

میرے دل کو دیکھکر میری ...
بندہ پرور! انصاف ...

آہ! مدرسہ احمدیہ افسوس جسوقت تیرا یاد آتا ہے ... عجیب حالت ہوتی
ہے۔ ہائے جسوقت تیرے مرحوم بانی کو یاد کرتا ... بے اختیار ہو جاتا ہے
اوسکی خوبیاں اُسکا علم و فضل اوسکی شرافت اوسکی صداقت اوسکی راست بازی
راست گوئی زبان زد خلائق ہو رہی ہے اوسکا اخلاق اوسکا ... ہر وقت یاد کرکے
کلیجہ منہ کو آتا ہے آہ! اُس شریف صورت رئیس سیرت ... سامنے کیسے کیسے

ahmadmuslim.de

جوہر تھے۔ اُس اچھی ذات میں فیض رسانی کا مادہ ازل نے ودیعت کردیا تھا۔ ہائو
اُس کریم النفس نے اپنے اسلام کی بہی خواہی میں اپنے کو وقف کر دیا۔ اپنی قوم کی
بہلائی میں جان لڑادی۔ بیشک بیشک وہ اپنے مالک کا قربان بردار بندہ تھا۔ اور اپنے
سچے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کا سچا شیدائی اور حقیقی عاشق تھا۔ آہ! بجان
بھی دی۔ تو اسی مالک کی راہ۔ اور اسی محبوب کے جوار میں۔ اُس نے قوم کی اصلاح میں
صرف زبانی جمع خرچ نہیں اڑایا بلکہ اپنے کو اخلاق محمدی کا نمونہ بنا کر دکھا دیا۔ افسوس
کن خوبیوں کو اسکے کہوں اور کن کو نہیں۔ آہ! مدرسہ احمدیہ!! اوسکی مبارک ذات سے
تجھ میں کتنی خوبیاں تہیں۔ تجھسے بھی کسقدر فیض جاری تہا۔ تجھ میں اخلاق محمدی
اور تربیت نبوی کی تعلیم ہوتی تھی۔ تیرا نظم دلفریب تہا اور تیری تہذیب دلکش تھی
تیرے طلبا اوں کو سکہایا جاتا تہا۔ کہ دشمنوں سے بھی دوستی کا برتاؤ رکھو۔ اور دوستوں
سے بہائیوں کا سا اتحاد۔ مسلمان ہو۔ تو ظاہر اور باطن یکساں رکھو۔ اہلحدیث ہو
تو قول فعل مطابق کتاب اللہ اور کتاب الرسول رکھو۔ جھگڑو تو پھر دل صاف کرو۔
انصاف کرو تو حق پسندی او غضا تمہی کا لحاظ رکھو۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر اے مدرسہ احمدیہ۔ اب نہ تو تجھ میں وہ خوبیاں ہیں اور نہ تجھ پر وہ اونہاں
لئے وہ تیرا نظم دلفریب کیا ہوا۔ تیری دلکش تہذیب کہاں اُٹھی۔ تیرے وہ اخلاق
محمدی کیا ہوئے۔ تیری نبوی تربیت کیا ہوئی۔ تیری راست بازی کی تعلیم کہاں
گئی۔ تیری حق پسندی کس نے چھین لی۔ تیرا ظاہر باطن کے خلاف ہو گیا۔ تجھ
میں اہلحدیث کا صرف دعوی ہی دعوی ہے۔ تو نے اپنے دوستوں کو دشمن سمجھا۔ اور
اپنے معمولی دشمنوں کو دشمن خدا سے بھی بڑھکر جانا۔ ہائے افسوس اور ہزار افسوس
مدرسہ احمدیہ جب سے تیرے سر سے تیرے مرحوم بانی کا سایہ [illegible] ابھی روز
ہمنے سمجھا تھا۔ کہ تیرا اب خدا ہی حافظ۔ آخر جسکا ہمیں ڈر تھا بانظر دل سے
دیکھتا ہوں۔ آجتک جو کچھ تو سنبھلا ہوا تھا۔ وہ تیرے اسی مرحوم بانی کی ذات
کا فیض باقی تھا۔۔۔ تیرے کارکنوں نے کب ہی کا تجھے خاک میں ملایا تہا۔
اے اچھے ناظرین آپکو میری اس تحریر سے تعجب ہوگا
کہ معاملہ کہ مد[illegible] اور مدرسہ احمدیہ کے بارہ میں کبھی نہیں دیکھا۔
آپ نے کبھی نہیں دیکھی اور میں بھی نہیں چاہتا
تہا۔ کہ کبھی ایسی حد آپ کے پیش نظر کروں اور نہ چاہتا ہوں مگر اسوقت
تو نہایت مجبوری ہی مجبوری ہے۔ کہ عزیز آپکو ناحق کی تکلیف دوں مدرسہ
کی حسر[illegible] الت دیکھکر دو برس سے بخدا ارادہ ہوتا تہا۔ کہ آپ جیسے مصلحان قوم

میں اسکے پیش کروں۔ مگر اس خیال سے کہ شاید اسکے کارکنوں کی حالت سدھر جاوے
کبھی نہ لکھا۔ اب اسکی بدنظمیاں اور بد اخلاقیاں حد سے گذر گئیں۔ تو البتہ مجبوراً
لکھنا ہی پڑا۔ اسکی بدنظمیوں کو ایک ایک کرکے اگر لکھوں۔ تو دفتر بھی کافی نہ ہو لیکن
مختصر یہ ہے کہ دو چار روز ہوئے جو اسکی بد اخلاقی سے بدیل ہو کر گیارہ بارہ طالب علموں
نے اپنا نام خارج کرالیا اور بھی بہت سے چلے جانیکو طیار ہو رہے ہیں مگر بعض بعض مجبوری
سے اونہوں نے ناچار قیام رکھا ہے۔ اولاً تو یہاں نہ کوئی بورڈنگ ہوس ہے اور نہ
کوئی اتالیق نہ نگران جیسے معمولی مدرسوں کی طرح بھی کسی غریب سے غریب طالب العلم کو ایک
وقت بھی مدرسہ سے کہانیکا انتظام نہیں۔ اور سپر لطف یہ ہے۔ کہ روز نئے نئے
قانون بالا اطلاق قانون نافذ ہوا کرتے ہیں محض ذرا ذرا سی باتوں میں جرمانہ اور منزا لیہ
موجود۔ معزز طالب علموں سے وہ کام لینا جو محض اُن کی ذات کے برخلاف اور اچھے
اچھے طالبعلموں کی شان میں ویسے کلمات کہنے اور ویسی ویسی سزائیں تجویز کرنی
جو اُن کی شان کے بالکل ہی خلاف۔ ابہی دو چار روز کا ایک واقعہ ہوا جسمیں بہ
بارہ تیرہ بڑے طالبعلموں نے نام خارج کرالیا۔ ایک قابل حسرت واقعہ ہے۔ ایک روز ناظم
مدرسہ نے چھ سات طالبعلموں کے بارہ میں (جن سے عرصہ سے ناظم کو رنجش
تھی) رپورٹ دیا۔ کہ یہ لوگ تہیٹر میں گئے تھے۔ کیونکہ بالتحقیق معلوم ہوا۔ کہ تہیٹر کا ٹکٹ
ان لوگوں نے قبل ہی منگوا لیا تہا۔ حالانکہ وہ بیچارے طلبا اپنے ایک دوست کے یہاں
مدعو تھے۔

رپورٹ مہتمم اعلے کے پاس گذری مہتمم اعلے نے طالب علموں کو بلا کر اظہار لینا
شروع کیا۔ طالبعلموں نے دعوت میں جانا اظہار کیا اور اسکی ثبوت میں دعوت
کا وہ رقعہ پیش کیا۔ جو اُن کی طلبی میں داعی نے تحریر کیا تہا۔ اور داعی کا بھی اقرار
تہا۔ کہ بیشک یہ لوگ شب کو میرے یہاں دعوت میں گئے تھے۔ مگر ناظم نے اظہار
کیا۔ کہ نہیں یہ لوگ تہیٹر میں ضرور گئے ہونگے اور اپنی صداقت میں ایک گواہ پیش
کیا۔ لیکن اُس گواہ نے اظہار کیا کہ میں نے کبھی ان لوگوں کو تہیٹر میں آتے جاتے نہیں
دیکھا۔ اور نہ میں نے ناظم سے کہا ہے مہتمم اعلے نے کہا کہ سچ سچ کہو۔ اسپر
بھی اُس نے اپنے قول کو ویسے ہی ادا کیا۔ اور یہی لوگوں کا اظہار تہا۔ مگر کسی
نے جانیکا اظہار نہ دیا۔ لیکن مہتمم نے جو فیصلہ کیا وہ قابل ملاحظہ ہوگا
ناظم نے جو کچھ [illegible] رپورٹ دیا ہے صحیح ہے۔ کیونکہ وہ سچا ہے اور تم لوگ جھوٹے
تم لوگ دعو[illegible] ۔ یہ رقعہ جعلی ہے داعی بھی جھوٹا ہے تم لوگ
تھیٹر میں ضرور گئے تھے۔ دیکھو تم لوگ شریف نہیں کمینے ہو۔ نہ قابل ہو مستحق

کی تو نہیں سے پہلے چوڑی حیا کا کام کر رہے ہیں۔ اگر ممبار نہیں تو تہیٹر میں کیونکر جاتے تم کمینوں کے مدرسہ میں رہنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی یہاں سے اٹھو۔ فوراً چلے جاؤ۔ کوئی خوشامد نہیں۔ طالب علموں نے کہا۔ حضور ہم لوگوں کا جرم کسی طرح اظہار گواہاں سے ثابت نہیں ہوتا۔ جسکے جواب میں مہتمم اعلیٰ نے کہا کہ نہیں نہیں تم لوگ اول درجہ کے مجرم ٹھیرے اور جھوٹے کذاب ثابت ہوئے۔ مگر ہاں تم میں سے ایک طالب علم بری کیا جاتا ہے کیونکہ وہ تم میں نہ ہوگا۔ اور وہ ضرور بری ہے۔ ہمارے فاضل اڈیٹر اور پیارے ناظرین! آپ ملاحظہ فرماویں اور بنظر انصاف سے توجہ فرما کر غور کریں کہ اظہار کیسا ہوا۔ اور فیصلہ کیسا۔ اور لطف یہ ہے کہ اسی اظہار اور گواہی سے سب طالب العلمان مجرم قرار دئیے جائیں اور ایک طالب العلم بوجہ رشتہ داری اور جزئیت مدرس اعلیٰ کے بری کیا جاوے۔ وہ طالب علم جو بری کیا گیا مدرس اعلیٰ کے جزئیت خاص میں سے تھا۔ اگرچہ نہیں لڑکے جانب الٰہی بخش ناظم نے اونہیں بھی شمار کیا تھا۔

ہائے افسوس ہے زمانہ کی حالت پر مہتمم اعلیٰ نے اپنے فیصلہ میں خدا کا ذرا بھی خوف نہ کیا۔ بلکہ مدرس اعلیٰ اور ناظم کا البتہ خوف و خیال کیا۔ کیونکہ اگر اللہ کا خوف ہوتا تو تمامی طالب علم کو بوجہ عدم ثبوت جرم بری کرتا۔ اور اگر بزعم خود مجرم ہی ٹھیرانا تھا۔ تو سب ملزموں کو مجرم ہی قرار دیتا۔ حالانکہ ایسا نہیں کیا بلکہ ایک کو بوجہ جزئیت مدرس اعلیٰ بری کردیا اور دوسروں کو بخیال بخشش ناظم مجرم قرار دیا۔ اور ایسے ایسے کلمات سنائے کہ ہرگز ان غریب طلباؤں کے شایاں نہ تھے۔ اور اتو جماعت اعلیٰ میں پڑھنے والے و دیگر شریف اور ذی حیثیت طلبا تھے بلکہ اُن میں بعض تو ایسے خاندان کے تھے کہ جنکے ہندوستان میں اپنا ثانی نہیں رکھا۔ اوسکو خاندان کے علم و فضل کا شہرہ آفتاب کی مانند روشن۔ ہندوستان میں کونسا مولوی ہو جو اُنکے خاندان سے بہرہ ور نہ ہوا ہو۔ اور اُنکے بزرگ کا شاگرد نہ ہو۔ خاص کر علماء فرقہ اہلحدیث تو زیادہ تر اوسکے ممنون ہیں۔ افسوس اُس شریف لڑکے کے ساتھ بھی مہتمم نے ایسے ایسے کلمات کہے جو ایک کمینے کے حق میں بھی بیجا نہ ہونگے اُن بیچاروں کی غیرت کا تقاضا نہ ہوا۔ کہ ایسی ذلت اوٹھا کر اس مدرسہ میں رہیں خود آپ ہی نام خارج کرالیا۔ اور مدرسہ سے باہر ہو گئے حضرات اب آپ ہی انصاف فرماویں کہ اظہار کیسا ہوا۔ اور فیصلہ کیسا ہوا۔ کیونکہ میں نے اظہار اور فیصلہ کی کیا ہی حلفاً تحریر کی ہے۔ ان طلباؤں کی ایسی ذلت دیکھکر اور بھی آ[illegible] نے نام خارج کرالیا منجملہ اُن کے ایک میں بھی ہوں۔ نام خارج کرالینے [illegible] افسوس ہے۔ تو صرف اسقدر کہ ہمارا شفیق استاد (مدرس [illegible]) [illegible] بیگ

وہ بزرگ قابل تعریف ہے اگرچہ مدرسہ چھوٹا مگر اپنے اُستاد کی خوبیاں تا برگ نہ بھولینگی۔ مدرسہ کی حالت قابل افسوس ہے۔ دو برس سے اسکی بدنظمی حد سے گذر گئی ہے مصلحان قوم کو اسکی طرف توجہ لازمی اور واجب ہے۔ ناظرین میری بات (بدنظمی کے متعلق) کو شاید غیر معتبر تصور فرماویں۔ اسلئے میں اُن خطوں کی نقل کئے دیتا ہوں۔ جو جونپور قاضی ٹولہ کے عالی خاندان اور مشہور و معروف جوان صالح مولوی صاحب نے اپنے دوستوں (مقیمان مدرسہ احمدیہ) کو سال گذشتہ میں لکھا تھا۔ مولوی صاحب کے دست خاص کا وہ خط لکھا ہوا ہے اور میرے پاس اصل خطوط موجود ہیں وقت ضرورت میں اصل بھی دکھا سکتا ہوں۔ اسکی نقل یہ ہے۔

از جونپور زیر مسجد کلاں باسمہ سبحانہ ۲۳ ستمبر سنہ [illegible] یوم جمعہ

عزیزم مولوی ..... سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ اس وقت آپ کے تین کارڈ سامنے رکھے ہیں ایک ابھی اس وقت آیا ہے۔ اور دو پہلے ایک ہفتہ مجھے ملے تھے۔ حالات معلوم ہوئے نہایت افسوس ہوا مدرسہ کا انتظام منتظم کی ناتجربہ کاری پر مبنی ہے ایک دم سے کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور پھر آخر سال میں ایسے ایسے انتظامات جاری کرنا جس سے لڑکے بے دل ہوں اور گھبرا کر چلے جائیں۔ مدرسہ کو تنزل کرنا ہے۔ یہ وقت اسکا نہ تھا افسوس کہ میں نہیں ہوں۔ ورنہ یہ سب دقتیں آپ کو اٹھانی نہ پڑتیں۔ انتظام بڑے دماغ کا کام ہے ~ ہر کسے را بہر کارے ساختند ~ آپ گھبرائیں نہیں۔ اور آخر سال مدرسہ کو نہ چھوڑیں۔ امتحان کا زمانہ قریب ہے۔ مدرسہ بارونق ہو جائیگا۔ آئندہ جو [illegible] اور جو رائے مناسب ہوگی عمل کیجیئےگا۔ یہ احکام [illegible] ہوتے ہیں [illegible] مہتمم کے۔ ...... صاحب بہت ہی صاحب رسوخ ہیں اور دعا ہے بلکہ یقیناً آپ کے بہی خواہ ہیں۔ اُن کے مشورہ سے کام کیجیئےگا۔ اپنا ہاتھ پاؤں سنبھال کر تمام باتوں کا خیال کرکے رہئے کوئی پرواہ کی بات نہیں ~

تو پاک باش و برادر مدار از کس باک
زنند جامہ ناپاک گازر [illegible]

خیر اندیش ....

(اڈیٹر) بوجہ طوالت لاطائل باقی خطوط چھوڑ دئے گئے ہیں۔

ahmadimuslim.de